

## لوگ کیا کہیں گے؟

السلام علیکم! میرا نام وردہ عرفان ہے اور میں نے جو عنوان چنا ہے، وہ ہے 'لوگ کیا کہیں گے؟'۔ بچپن سے لے کر آج تک اس فقرے سے ہماری جان نہیں چھوٹی۔ اور شاید چھوٹے گی بھی نہیں!! کیوں کہ احساس کمتری کے بھوت نے ہمارے وجود پر قبضہ کر لیا ہے۔

معمولی سی بات سے لے کر زندگی کی اہم چیزیں طے کرتے وقت ہماری زندگی اس ایک جملے کے گرد گھومتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ کوئی کام کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچنے کے بجائے ہم یہ سوچتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے؟ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہماری بھلائی کس کام میں ہے؟ محض اس خوف سے کہ لوگ کیا کہیں گے، ہم اپنی زندگی سے متعلق کئی فیصلے غلط کر لیتے ہیں۔ زندگی میں وہ کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، جو ہم نہیں کرنا چاہتے۔ "لوگ کیا کہیں گے؟" کا تصور ایک آزاد سوچ کو دبانے کی کوشش کا نام ہے۔ یہ لوگ ہیں کون؟ جو ہر وقت ہماری فکر میں اپنے وجود کو گھلاتے رہتے ہیں۔ جو ہر وقت کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں۔ اب بس دیکھنا یہ ہے کہ کیا انکا ہر بات پہ کچھ کہنا مناسب ہے یا بس بیکار میں وقت گزارنا اور زبان کے چسکے لینا ہی مقصد ہے۔

لوگ کیا کہیں گے؟؟؟ یہ طنزیہ جملہ ہماری زبانوں پر ورد کی طرح جاری رہتا ہے۔ کپڑے سب سے نرالے ہونے چاہیے۔ ورنہ لوگ کیا کہیں گے؟؟؟ زیورات، میک اپ، گاڑی، موبائل فون، سب کچھ کسی وزیر یا سیاست دان سے کم نہ ہو۔ ورنہ لوگ کیا کہیں گے؟؟؟ ہماری تو ناک کٹ جائے گی! بنگلہ، بچوں کی تعلیم، رہن سہن سب اعلیٰ معیار کا ہونا چاہیئے۔ ورنہ لوگ کیا کہیں گے؟؟؟

اس چکر میں گھر کے مرد بے چارے گھومتے رہتے ہیں کہ اگر یہ تمام چیزیں میں اپنے خاندان کو نہ دے سکا۔ تو لوگ کیا کہیں گے؟؟؟؟ اور تو اور اس نفسیاتی جملے نے جنازے والے گھر کا بھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ لوگ اکثر ایسے جملے سوچتے ہیں کہ بریانی میں بوٹیاں زیادہ ہوں۔ قورمہ بھی با د امی ہونا چاہیے۔ اور اگر بکرے کا ہو تو زیادہ اچھا ہے۔ نان بھی تازہ ہوں۔۔ ورنہ لوگ باتیں کریں گے کہ مرنیوالے نے اپنی ساری زندگی ان پر نچھاور کر دی اور یہ کنجوس اس کے مرنے پر اس کا ہی مال دبائے بیٹھا ہے۔

لوگ اکثر اپنے عزیز واقارب کو نیچا دکھانے یا اپنے احساس کمتری کو چھپانے اور دکھاوا کرنے کے لیے ہر جائز ناجائز اقدامات کرتے رہتے ہیں۔ یہ اپنی احساس کمتری، دکھاوے اور کھوکھلے بھرم کو قائم رکھنے کے لیے رشوت، سود، انکم ٹیکس کی چوری، ملاوٹ، بے ایمانی، مکاری اور پتا نہیں کن کن حرکات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور ان سب کی وجہ صرف اور صرف یہی جملہ ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہم لوگوں کے ڈر کی وجہ سے کرتے ہیں۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی فہرست بہت طویل ہے، جنہوں نے لوگوں کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر کوئی معمولی سا کام شروع کیا، مسلسل محنت کی اور زندگی میں بہت بلند مقام حاصل کیا۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں جنہوں نے صرف لوگ کیا کہیں گے؟ کے خوف کی وجہ سے محنت چھوڑ دی اور حاصل ہوتی ہوئی کامیابی کو ناکامی میں بدل لیا۔ ہماری زندگی اسی ایک جملے کو سوچتے اور اس سے ڈرتے گزر جاتی ہے، جو سراسر نا انصافی ہے۔ رسم و رواج سے لے کر زندگی بسر کرنے، رشتے نبھانے اور کسی معاملے میں اپنی رائے کا اظہار کرنے تک یہ خوف ہمارے سر پر سوار رہتا ہے۔ ہم اس جملے کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ لاشعوری طور پر بھی یہ جملہ

ہمارے ذہن میں گونجنے لگتا ہے اور ہماری خود اعتمادی اس سے متاثر ہوتی ہے۔ یہ جنگ جو محض دماغ میں ہوتی ہے، لیکن اس کا اثر ہمارے چہرے کے تاثرات سے لے کر پوری شخصیت پر ہوتا ہے۔ لوگوں کی سوچ کو تبدیل کرنا ہمارے اختیار میں نہیں، لیکن اپنی سوچ کو تبدیل کرنا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ کسی بات کا اثر لینا یا نہ لینا، اپنا وقت خوشی خوشی گزارنا یا اداس رہنا یہ سب آپ کے اختیار میں ہے، لہذا کسی کے صرف ایک جملے کی بنا پر اپنا قیمتی دن ضائع نہ کریں۔ مگر اصل میں پردے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ حسد، بغض، کینہ، تکبر اور بہت کچھ یہ دوسروں میں نہیں ہمارے اپنے اندر ہوتا ہے۔۔ اور یہ سب کچھ ہم احساسِ کمتری کا شکار ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اسی احساس کی وجہ سے ہم ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتے ہیں، جو ہمیں کئی بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور یہ یہیں نہیں رکتا بلکہ نسل در نسل منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔

یہ ہماری زندگی ہے اور ہمیں ہی گزارنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جینے کی، اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کی آزادی دی ہے، لیکن انسان نے اپنے گرد غیر ضروری قسم کی رسومات کے دائرے بنا لیے ہیں، جس میں وہ نہ چاہتے ہوئے بھی پھنس گیا ہے۔ اگر لوگوں نے یہ سوچنے کے بجائے کہ لوگ کیا کہیں گے؟ اس بات پر توجہ دی ہوتی کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو وہ ایک کامیاب زندگی گزار رہے ہوتے۔ بہت سے لوگ اس جملے کی فکر نہ کرتے ہوئے زندگی میں آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان کی زندگی اس لیے کامیاب ہوئی، کیوں کہ انھوں نے یہ نہیں سوچا کہ لوگ کیا کہیں گے؟

اس سے زیادہ شکست اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے بارے میں کوئی رائے قائم نہ کر سکے اور کوئی دوسرا شخص ہمیں ہمارے بارے میں رائے قائم کرنے پر مجبور کرے۔ ہم ان لوگوں کی رائے پر زندہ ہیں جن کی رائے سے نہ ہماری دنیا بگڑ سکتی ہے، نہ آخرت سنور سکتی ہے۔ لوگوں کے کچھ کہنے سننے پر توجہ دینے کے بجائے اپنی رائے پر عمل کرنا سیکھیں، ان کو اس حد تک اپنی زندگی میں داخل نہ کریں کہ ہماری زندگی کے

فصلے بھی دوسرے لوگ کریں۔

اس مکر اور ریاکاری کے فریبی دنیا سے ہمیں آزاد ہونا ہوگا۔ اس سے چھٹکا کا راپانے کا ایک ہی آسان طریقہ ہے کہ لوگوں کی فکر سے آزاد ہو کر اپنے کردار کی فکر میں جُت جائیں۔ سادگی اختیار کریں اور سادا لوگوں کو پسند کریں آپ کی اور ہم سب کی زندگیاں آسان ہو جائیں گی۔

شکریہ